آراوافکار

ڈاکٹر محی الدین غازی*

اردو تراجم قرآن پر ایک نظر (۵)

مولانا محمد امانت اللہ اصلاحی کے افادات کی روشنی میں

(۴۶) حال کا ایک خاص استعمال

عربی زبان میں حال کا عام استعمال تو فعل کی انجام دہی کے وقت ذوالحال کی حالت بیان کرنے کے لئے ہوتا ہے، جیسے جاء زید راکبا یعنی زید سوار ہوکر آیا۔ لیکن حال کا ایک استعمال اس وقت بھی ہوتا ہے جب ایک فعل کے فورا بعد دوسرا فعل شروع ہوتا ہے، ترجمہ میں اس کی رعایت سے ترجمہ کی معنویت بڑھ جاتی ہے۔ بعض مترجمین نے کچھ مقامات پر اس استعمال کے مطابق ترجمہ کیا ہے، جبکہ بعض دوسرے مقامات پر اس طرح ترجمہ نہیں کیا گیا، حالانکہ وہاں بھی اسی طریقہ پر ترجمہ کرنا زیادہ مناسب لگتا ہے، مثالیں حسب ذیل ہیں:

(۱) فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَآؤُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلاَّ إِحْسَاناً وَتَوْفِيقاً (النساء:۶۲)

''پھر اس وقت کیا ہوتا ہے جب اِن کے اپنے ہاتھوں کی لائی ہوئی مصیبت ان پر آ پڑتی ہے؟ اُس وقت یہ تمہارے پاس قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم تو صرف بھلائی چاہتے تھے اور ہماری نیت تو یہ تھی کہ فریقین میں کسی طرح موافقت ہو جائے''۔ (سید مودودی)

''پھر کیا بات ہے کہ جب ان پر ان کے کرتوت کے باعث کوئی مصیبت آ پڑتی ہے تو پھر یہ آپ کے پاس آ کر اللہ تعالی کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہمارا ارادہ تو صرف بھلائی اور میل ملاپ ہی کا تھا''۔ (محمد جونا گڑھی)

پہلے ترجمہ میں ''قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں'' ہے، جس کے مقابلے میں دوسرا ترجمہ زیادہ مناسب ہے، یعنی آ کر قسمیں کھاتے ہیں۔

(۲) مَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مَّن رَّبِّهِم مُّحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ۔ (الانبیاء:۲)

''ان کے پاس کوئی نئی نصیحت ان کے پروردگار کی طرف سے نہیں آتی مگر وہ اسے کھیلتے ہوئے سنتے ہیں''۔ (فتح محمد

* ہیڈ آف ریسرچ دارالشریعۃ متحدہ عرب امارات۔ mohiuddin.ghazi@gmail.com

جالندھری)

اس ترجمے کے مقابلے میں ذیل کے ترجمے زیادہ مناسب ہیں:

''ان کے پاس ان کے پروردگار کی طرف سے کوئی نئی یاددہانی نہیں آتی مگر یہ کہ کان لگا کر سن لیتے ہیں اور پھر کھیل تماشے میں لگ جاتے ہیں''۔(ذیشان جوادی)

''ان کے پروردگار کے پاس سے کوئی بھی نئی سے نئی نصیحت آئے، یہ اسے سن کر کھیل تماشے میں لگے رہتے ہیں''۔ (امانت اللہ اصلاحی)

(۳) وَنَادَیْنَاهُ مِن جَانِبِ الطُّورِ الْأَیْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِیّاً۔(مریم:۵۲)

''ہم نے اسے طور کی دائیں جانب سے ندا کی اور راز گوئی کرتے ہوئے اسے قریب کرلیا''۔(محمد جوناگڑھی)

''اور اسے ہم نے طور کی داہنی جانب سے ندا فرمائی اور اسے اپنا راز کہنے کو قریب کیا''۔(احمد رضا خان)

''راز گوئی کرتے ہوئے''، یا ''راز گوئی کرنے کو''، کے بجائے ترجمہ حسب ذیل ہونا چاہئے:

''اور ہم نے اس کو طور کے مبارک کنارے سے آواز دی اور قریب کرکے اس سے سرگوشی کی''۔(امانت اللہ اصلاحی)

(۴) وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا عِوَجًا۔(الاعراف:۸۶)

''اور ہر راہ میں دھمکیاں دیتے، اہل ایمان کو اللہ کی راہ سے روکتے اور اس راہ کو کج کرتے نہ بیٹھو''۔(اصلاحی)

اس آیت میں تین افعال بطور حال آئے ہیں، ان کا ترجمہ حسب ذیل ہونا چاہئے:

''اور ہر راستے میں بیٹھ کر جو ایمان لائے انہیں دھمکیاں نہ دو اور اللہ کی راہ سے نہ روکو اس میں کجی کی خواہش کے ساتھ''۔(امانت اللہ اصلاحی)

(۵) وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَى جَهَنَّمَ وِرْداً۔ (مریم:۸۶)

''اور مجرموں کو جہنم کی طرف ہانکیں گے پیاسے''۔(احمد رضا خان)

درست ترجمہ حسب ذیل ہے:

''اور مجرموں کو ہانک کر جہنم کے گھاٹ پر پہنچائیں گے''۔(امانت اللہ اصلاحی)

(۵) فَبَعَثَ اللّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ۔ (البقرة:۲۱۳)

''پھر اللہ نے انبیاء بھیجے خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے''۔(احمد رضا خان)

''تو اللہ نے اپنے انبیاء بھیجے جو خوشخبری سناتے اور خبردار کرتے آئے''۔(امین احسن اصلاحی)

درست ترجمہ یوں ہوگا:

''تو اللہ نے اپنے انبیاء بھیجے جنھوں نے آکر خوش خبری سنائی اور خبردار کیا''۔(امانت اللہ اصلاحی)

بعض مترجمین نے یہاں حال کے بجائے صفت کا ترجمہ کردیا ہے لیکن ایسا کرنا زبان کے قواعد سے مطابقت نہیں رکھتا، جیسے:

''تب اللہ نے نبی بھیجے جوراست روی پر بشارت دینے والے اور کج روی کے نتائج سے ڈرانے والے تھے'' (سید مودودی)

(۴۷) سَرِیعُ الحِسَابِ اور سَرِیعُ العِقَابِ کا مطلب

قرآن مجید میں اللہ تعالی کی ایک صفت کے طور پر سَرِیعُ الحِسَابِ کئی جگہ استعمال ہوا ہے۔ ایک جگہ سَرِیعُ العِقَابِ بھی آیا ہے۔ سَرِیعُ الحِسَابِ کے مفہوم کی تشریح کرتے ہوئے علامہ قرطبی نے لکھا ہے: والمعنى فى الآية: ان الله سبحانه سريع الحساب، لايحتاج الى عد ولاالى عقد ولا الى اعمال فكر كما يفعله الحساب...فالله جل وعز عالم بما للعباد وعليهم فلا يحتاج الى تذكر وتأمل، اذ قد علم ما للمحاسب وعليه، لان الفائدة فى الحساب علم حقيقته--- وقيل: معنى الآية سريع بمجىء يوم الحساب، فالمقصد بالآية الانذار بيوم القيامة . (تفسير القرطبى،البقرة،الآية:۲۰۲)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ قرطبی نے آیت کے جس مفہوم کو اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ جب کسی کا حساب کرتا ہے تو اسے حساب کرنے میں دیر نہیں لگتی۔ دوسرا مفہوم جو بعض لوگوں نے لیا ہے، وہ یہ ہے کہ حساب کا دن اللہ بہت جلدی لے آئے گا۔ لیکن اس دوسرے مفہوم کے لئے جو تکلف آمیز تاویل کرنا پڑتی ہے، وہ مخفی نہیں ہے، اسی لیے قرطبی نے اسے صیغہ تضعیف سے ذکر کیا ہے۔

شبیر احمد عثمانی نے دونوں مفہوم بیک وقت مراد لیے ہیں، وہ لکھتے ہیں: ''یعنی حساب کا دن کچھ دور نہیں، جلد آنے والا ہے اور جب حساب شروع ہوگا، تمام دنیا کا پائی پائی کا حساب بہت جلد بے باق کردیا جائے گا''۔ (شبیر احمد عثمانی)

لیکن یہ دونوں معنی بیک وقت لینا صحیح نہیں ہے، بلکہ قرآن مجید میں ایسے ہر مقام پر ایک ہی مفہوم لینا درست ہے اور وہ یہ کہ اللہ کو حساب لینے میں دیر نہیں لگتی ہے۔ کیونکہ لفظ سریع کسی کام کو جلدی سے انجام دینے کے لئے آتا ہے، نہ کہ کسی کام کے وقت کے قریب آجانے کے لئے۔ مثال کے طور پر اگر یہ کہنا ہو کہ زید کھانا جلدی کھالیتا ہے تو کہیں گے: زيد سريع الاكل۔ لیکن اگر یہ کہنا ہو کہ زید جلد ہی کھانا کھالے گا (مراد یہ ہو کہ وہ عنقریب کھانا کھالے گا) تو اس کے لیے زيد سريع الاكل نہیں کہا جائے گا۔ سریع کے لفظ کا مفہوم انگریزی مترجمین نے زیادہ تر Swift کے لفظ سے کیا ہے، واقعہ یہ ہے کہ یہ سریع کے مفہوم کی انگریزی زبان میں ادائیگی کے لئے بہت مناسب لفظ ہے۔

تراجم قرآن کا جائزہ لیتے ہوئے کبھی ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی ترجمۂ قرآن میں مختلف مقامات پر اس ایک لفظ کا مختلف طرح سے ترجمہ کیا گیا ہے، مثالیں حسب ذیل ہیں:

(۱) وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّى إِذَا جَاءَهُ لَمْ

يَجِدْهُ شَيْئاً وَوَجَدَ اللَّهَ عِندَهُ فَوَفَّاهُ حِسَابَهُ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ۔ (النور:۳۹)

''اور جولوگ کافر ہیں ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے ایک چٹیل میدان میں چمکتا ہوا ریت کہ پیاسا (آدمی) اس کو (دور سے) پانی خیال کرتا ہے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آیا تو اس کو (جو سمجھ رکھا تھا) کچھ بھی نہ پایا اور قضاء الٰہی کو پایا، سو اللہ تعالی نے اس (کی عمر) کا حساب اس کو برابر سرابر چکا دیا (یعنی عمر کا خاتمہ کردیا) اور اللہ تعالی دم بھر میں حساب (فیصل) کردیتا ہے''۔ (اشرف علی تھانوی، یہاں ترجمہ صحیح کیا ہے)

(۲) أُولَـئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُواْ وَاللّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ۔ (البقرۃ:۲۰۲)

''ایسے لوگوں کو (دونوں جہان میں) بڑا حصہ ملے گا، بدولت ان کے عمل کے، اور اللہ تعالی جلد ہی حساب لینے والے ہیں''۔ (اشرف علی تھانوی، یہاں ترجمہ صحیح نہیں ہے)

(۳) أُوْلَـئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ إِنَّ اللّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ۔ (آل عمران:۱۹۹)

''ایسے لوگوں کو ان کا نیک عوض ملے گا ان کے پروردگار کے پاس، بلاشبہہ اللہ تعالی جلدی ہی حساب کردیں گے''۔ (اشرف علی تھانوی، یہاں ترجمہ صحیح نہیں ہے)

بہت سارے مترجمین سریع الحساب کا ترجمہ کرتے ہیں: بے شک اللہ جلد حساب چکانے والا ہے، یا جلدی حساب چکانے والا ہے، اس ترجمہ سے واضح نہیں ہوتا کہ مراد کیا ہے، کیونکہ اردو زبان کے لحاظ سے ذہن دونوں طرف جا سکتا ہے، یہ بھی مراد ہوسکتا ہے کہ حساب کا وقت جلد آنے والا ہے، اور یہ بھی کہ جب اللہ حساب چکائے گا تو بہت جلدی چکا دے گا اور اس کام میں اس کو ذرا دیر نہیں لگتی ہے۔ ذہن کو دوسری طرف جانے سے بچانے کے لئے ترجمہ یہ ہونا چاہیے کہ ''اللہ کو حساب چکاتے دیر نہیں لگتی''، بعض مترجمین اس امر کا لحاظ کرتے ہیں لیکن بعض کے یہاں اس کا لحاظ نہیں ملتا۔

سریع الحساب کی طرح سریع العقاب کا مطلب بھی یہ ہوگا کہ اس کو سزا دینے میں دیر نہیں لگتی، نہ یہ کہ وہ جلد اور عنقریب سزا دینے والا ہے:

إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ (الانعام:۱۶۵)

''بیشک تمہارے رب کو عذاب کرتے دیر نہیں لگتی اور بیشک وہ ضرور بخشنے والا مہربان ہے''۔ (احمد رضا خان)

(۴۸) فَمَن تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ۔ (البقرۃ:۱۹۶)

اس آیت کا ترجمہ لوگوں نے عام طور سے یوں کیا ہے:

''تو جو کوئی حج تک عمرہ سے فائدہ اٹھائے تو وہ قربانی پیش کرے جو میسر آئے''۔ (امین احسن اصلاحی)

عام طور سے مترجمین اور مفسرین نے اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا، اور پھر تکلف سے بھرپور تاویلوں پر مجبور ہوئے، کیونکہ حج تک عمرہ سے فائدہ اٹھانے کا مطلب واضح نہیں ہو پاتا۔ کیونکہ جب ایک شخص عمرہ کرکے احرام کی پابندیوں سے حج تک کے لیے آزاد ہوگیا، تو اس میں حج تک عمرہ سے فائدہ اٹھانے کا کیا مطلب ہوا؟

مولانا امانت اللہ اصلاحی نے آیت کا ترجمہ اس طرح تجویز کیا ہے:

''تو جو کوئی حج کے ساتھ ساتھ پہلے عمرہ سے فائدہ اٹھائے تو وہ قربانی پیش کرے جو میسر آئے''۔ (امانت اللہ اصلاحی)

حج کے ساتھ عمرہ سے فائدہ اٹھانے کا مطلب بہت واضح ہے کہ جو ایک ہی سفر میں حج اور عمرہ دونوں کرلے۔ اس مفہوم کو اختیار کرنے سے سارے اشکالات اور تکلفات از خود دور ہوجاتے ہیں، اور مطلب یہ ہوا کہ اس نے ایک ہی سفر میں عمرہ کا بھی فائدہ حاصل کیا اور ساتھ ہی حج کا بھی فائدہ حاصل کرلیا۔

مخصوص مقامات پر الی، مع کے معنی میں آتا ہے، اس پر نحو قرآنی کے امام فراء نے بہت اچھی گفتگو کی ہے، وہ کہتے ہیں:

وانما يجوز ان تجعل (الی) موضع (مع) اذا ضممت الشیء الی الشیء مما لم یکن معه؛ کقول العرب: ان الذود الی الذود ابل، أی اذا ضممت الذود الی الذود صارت ابلا. فاذا کان الشیء مع الشیء لم تصلح مکان مع الی، ألا تری أنك تقول: قدم فلان ومعه مال کثیر، ولا تقول فی هذا الموضع: قدم فلان والیه مال کثیر. (معانی القرآن للفراء: ۱/ ۲۱۸)

الی بمعنی مع کی کچھ مثالیں حسب ذیل ہیں:

(۱) وَلَا تَأْكُلُواْ أَمْوَالَهُمْ إِلَى أَمْوَالِكُمْ۔ (النساء:۲)

''اور اُن کے مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھا جاؤ''۔ (سید مودودی)

(۲) وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْساً إِلَى رِجْسِهِمْ وَمَاتُواْ وَهُمْ كَافِرُونَ۔ (التوبة:۱۲۵)

''اور جن کے دلوں میں روگ ہے اس سورت نے ان میں ان کی گندگی کے ساتھ اور گندگی بڑھا دی''۔ (محمد جونا گڑھی)

(۳) وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَى قُوَّتِكُمْ۔ (هود:۵۲)

''اور تمہاری موجودہ قوت پر مزید قوت کا اضافہ کرے گا''۔ (سید مودودی)

(۴) قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَى نِعَاجِهِ۔ (ص:۲۴)

''آپ نے فرمایا! اس کا اپنی دنبیوں کے ساتھ تیری ایک دنبی ملا لینے کا سوال بیشک تیرے اوپر ایک ظلم ہے''۔ (محمد جونا گڑھی)

(۴۹) إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ اللّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا۔ (البقرة:۱۵۸)

اس آیت کا ترجمہ عموماً یوں کیا گیا ہے:

''یقیناً صفا اور مروہ، اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، لہٰذا جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے، اس کے لیے کوئی گناہ کی بات نہیں کہ وہ اِن دونوں پہاڑیوں کے درمیان سعی کرلے''۔ (سید مودودی)

''صفااورمروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں، اس لئے بیت اللہ کا حج وعمرہ کرنے والے پر ان کا طواف کر لینے میں بھی کوئی گناہ نہیں''۔(محمد جونا گڑھی)

مولانا امانت اللہ اصلاحی حرف باء کو معیت کا مان کراس آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

''یقیناً صفااور مروہ، اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں لہٰذا جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے، اس پر کوئی حرج نہیں کہ (بیت اللہ) کا طواف ان دونوں (صفاومروہ) کے ساتھ کرے''۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ طواف کا لفظ خانہ کعبہ کے گرد چکر لگانے کے لئے تو آتا ہے، صفااور مروہ کے درمیان سعی کرنے کے لئے نہیں آتا، مزید یہ کہ حرف باء دو چیزوں کے درمیان کے معنی میں نہیں آتا ہے۔ اس ترجمہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صفااور مروہ کے درمیان سعی کوئی علیحدہ اور مستقل عمل نہیں ہے بلکہ خانہ کعبہ کے طواف سے ملحق عمل ہے۔ یعنی یا تو صرف خانہ کعبہ کا طواف ہوگا، جو عام حالات میں ہوتا ہے، اور یا پھر حج اور عمرہ کے ذیل میں خانہ کعبہ کا طواف صفااور مروہ کی سعی کے ساتھ ہوگا۔

(۴۵) دُعِیَ اللہ کا ترجمہ

دعا کا مطلب بلانا اور پکارنا ہوتا ہے، جس کو بلایا جائے وہ مفعول بہ یا نائب فاعل بنتا ہے، اگر کسی کی طرف بلایا جانا مقصود ہو تو جس کی طرف بلایا جانا ہے اس پر الی کا صلہ لگتا ہے، اس کی مثالیں قرآن مجید میں خوب ہیں، جیسے:

وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ۔ (النور:۴۸)

''جب ان کو بلایا جاتا ہے اللہ اور رسول کی طرف، تاکہ رسول ان کے آپس کے مقدمے کا فیصلہ کرے تو ان میں سے ایک فریق کتراجاتا ہے''۔(سید مودودی)

یہاں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جانے کی بات ہے اس لئے الی کا استعمال کیا گیا ہے۔

وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا۔ (الاحزاب:۵۳)

''ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو''۔(احمد رضا خان)

یہاں مخاطب کو بلائے جانے کی بات ہے اس لئے مخاطب کی ضمیر بغیر الی کے مذکور ہے۔

مذکورہ ذیل آیت میں دعی کے بعد اللہ کا لفظ بغیر الی کے آیا ہے، اس کے باوجود بعض مترجمین نے اللہ کو پکارنے کے بجائے اللہ کی طرف بلانے کا ترجمہ کیا، جو زبان کے قواعد کے خلاف ہے۔

ذَلِكُم بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ وَإِن يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ۔ (غافر:۱۲)

''یہ حالت جس میں تم مبتلا ہو، اِس وجہ سے ہے کہ جب اکیلے اللہ کی طرف بلایا جاتا تھا تو تم ماننے سے انکار کر دیتے تھے اور جب اُس کے ساتھ دوسروں کو ملایا جاتا تو تم مان لیتے تھے اب فیصلہ اللہ بزرگ و برتر کے ہاتھ ہے''۔ (سید مودودی)

''یہ انجام تمہارے سامنے اس وجہ سے آیا کہ جب اللہ واحد کی دعوت دی جاتی تو تم اس کا انکار کرتے اور اگر اس کے شریک ٹھہرائے جاتے تو تم مانتے۔ تو اب فیصلہ خدائے بلند و عظیم ہی کے اختیار میں ہے''۔ (امین احسن اصلاحی)

یہ دونوں ترجمے درست نہیں ہیں، دراصل آیت میں نہ اللہ کی طرف بلایا جانا مراد ہے اور نہ اللہ کی دعوت دینا، کیونکہ دونوں صورتوں میں الی کا صلہ آنا ضروری تھا، دراصل آیت میں تو تنہا اللہ کو پکارنا مراد ہے۔ اور پکارنے سے بھی دراصل عبادت کرنا مراد ہے۔

اکثر مترجمین نے آیت کا درست ترجمہ کیا ہے جیسے:

''یہ اس پر ہوا کہ جب ایک اللہ پکارا جاتا تو تم کفر کرتے اور ان کا شریک ٹھہرایا جاتا تو تم مان لیتے تو حکم اللہ کے لیے ہے جو سب سے بلند بڑا''۔ (احمد رضا خان)

آیت کے دوسرے حصے وَإِن يُشْرَكْ بِهِ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ پہلے حصے میں تنہا اللہ کی عبادت کی بات کی جارہی ہے نہ کہ اللہ کی طرف دعوت دینے کی بات۔

اس آیت کے مضمون سے ملتا جلتا مضمون سورہ زمر کی مذکورہ ذیل آیت میں بیان ہوا ہے:

وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِن دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ۔ (الزمر: ۴۵)

''جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دل کڑھنے لگتے ہیں، اور جب اُس کے سوا دوسروں کا ذکر ہوتا ہے تو یکایک وہ خوشی سے کھل اٹھتے ہیں''۔ (سید مودودی)

اسلامک رائٹرز فورم پنجاب کے زیر اہتمام

دینی وعصری تعلیمی اداروں کے طلبہ کے مابین

دوسرا مقابلہ مضمون نویسی

عنوان: اسلام اور امن عالم

فل اسکیپ کے ۷ سے ۱۰ صفحات۔ آخری تاریخ: ۱۵ مئی ۲۰۱۵ء

رابطہ: حافظ خرم شہزاد، گلی نمبر ۷، حبیب پورہ، کامونکی، گوجرانوالہ

0333-8214981 - 0302-6140761